No. 895 THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خاں

نمبر ۳۶ | مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۱ء | مطابق ۶ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ایام زیر رپورٹ میں ۹۹ کے قریب قریب حرارت رہی۔ ۴ نومبر ۱۹۲۱ء کو خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔

یکم نومبر سے صدر انجمن احمدیہ اور صیغہ ہائے نظارت میں تخفیف کے علاوہ بعض اہم تبدیلیاں بھی ہوئی ہیں انہیں سے جن کے متعلق ہمیں فی الحال علم ہوا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ جناب مولوی شیر علی صاحب آیندہ مینجر ہائی سکول ہونگے۔ اور جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے انکی بجائے بحیثیت ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کام کرینگے۔ ماسٹر نواب الدین صاحب بی اے افسر ڈاک کا کام کرینگے اور ماسٹر علی محمد صاحب بی اے تعلیم و تربیت کا کام کرینگے۔

نامہ شیر

(گذشتہ سے پیوستہ)

تبلیغی مشکلات

پھرتے ہیں بہت رنج سافر کو سفر میں
آرام نہیں ملتا کوئی دم آٹھ پہر میں

خوشی اور مسرت کی گھڑیوں کے ساتھ تکلیف اور مشکلات کے وقت بھی آتے ہیں اور ان کا آنا مقتضٰی ہے تا انسان کی روح سے تمام گرد دور ہو جائے۔ میں صرف ایک دن کی کیفیت سناتا ہوں۔

ان دنوں مشن کی اپنی موٹر ہے۔ کیونکہ روزانہ ۷۵ روپیہ خرچ کرنا امکان سے باہر تھا۔ اسلئے ۱۰۰۰ روپیہ پر ایک موٹر گاڑی رکھ لی ہے۔ ۷۵ روپیہ ماہوار پر ڈرائیور ملازم رکھا ہے۔ ان کے علاوہ باورچی اور خادم ۷۵ روپیہ ماہوار پر رکھے ہیں۔ یہ تمام سٹاف موٹر میں میرے ساتھ دورہ پر جا رہا تھا کہ موٹر بگڑ گئی۔ اب یہ تمام سٹاف چھوڑنا پڑا۔ اور تنہا معہ ایک خادم کے کرایہ کی لاری پر عزم سفر کیا۔ راستہ میں دریا پڑتا تھا۔ اور کشتیوں کے پل پر سے لاری جاتی تھی۔ پل کا رسہ ٹوٹ گیا تھا۔ ملاح انکاری تھے۔ کہ وہ پل کو درست کریں۔ انکو وعظ کیا۔ اور وہ نرم ہوئے۔ اور گاؤں سے رسے لاکر پار اوتارا۔ مگر لاری پھر کیچڑ میں پھنس گئی۔ جس طرح پنجاب میں زمیندار گڈوں کو کیچڑ سے نکالتے ہیں۔ اسی طرح لاری کو کھینچ کر نکالنے میں مجھے بھی حصہ لینا پڑا۔ ایک نالہ آیا۔ اسمیں عین پانی کی دھار میں لاری کے پہیے اٹک گئے۔ یہ خطرناک موقع تھا۔ کیونکہ ہر وقت زیادہ پانی آنے کا خطرہ تھا۔ مسافروں کی ایک جماعت نے آکر اس مشکل کا حل کیا۔

اب ایسا راستہ آیا کہ پیدل چلنا پڑا۔ افریقہ کے تین میل ہمارے ۵ یا ۶ میل ہوتے ہیں یا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ جو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کھانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ بھوک کی شدت تھی۔ تھکان سے مارے جسم ٹوٹ رہا تھا۔ پسینہ زوروں کے ساتھ آرہا تھا۔ یہ منزل کٹھن ختم کی۔ اور منزل مقصود پر پہونچ کر چائے کی بادہ کشیم کہا وہ چھوٹا بسکٹوں کا بکس ہے اُسے کھولا۔ بڑے شوق سے بکس کا ڈھکنا اوٹھایا گیا۔ اور انتظار تھا کہ اب عیسیٰ بسکٹ دیگا۔ مگر اس بکس میں سے بجائے بسکٹ۔ بوٹ پالش بوٹ برش۔ ٹوتھ پاؤڈر اور ٹوتھ برش وغیرہ اشیار نکلیں۔ وہاں کوئی چیز نہ مل سکتی تھی ؛

ان حالات میں میں نے صرف شعر مندرجہ عنوان پڑھا۔ اور عزم کر کے تقریر کے لئے روانہ ہوا۔ جسم میں طاقت نہ تھی۔ مگر ہمت واستقلال اور ایمان اگر ساتھ ہو۔ تو اللہ طاقت دیتا ہے۔ تقریر کے لئے کھڑا ہوا اب ترجمان کوئی نہ تھا۔ میرا ترجمان آج ساتھ نہ آسکا۔ اس مشکل کا حل اس طرح کیا کہ عیسیٰ ایک طرف اور ایک جھوٹا سپاہی کا ما انگریزی دان ترجمان دوسری طرف کھڑا ہوا۔ اور تھوڑی عربی اور تھوڑی انگریزی بولکر دو ترجمانوں کی مدد سے اظہار مافی الضمیر کیا۔ میرے ترجمانوں کو جگہ جگہ ایک دوسرے سے مشورہ کر کے ترجمہ کرنا پڑتا تھا اس حالت میں مجھے مخالفین احمدیت خصوصاً ثناء اللہ یاد آیا۔ اور میں نے ان لوگوں کی حالت پر بہت افسوس کیا۔ یہ ہے ایک ورق اس باب مشکلات سے جو مبلغ کو پیش آتی ہیں۔ مگر ایمان ہمیشہ فضل ساتھ لاتا ہے۔ اور میں نے ہر موقعہ پر اس فضل سے حصہ لیا ہے۔ چنانچہ ان مشکلات کے ناقابل برداشت ہونے اور ایسے وقت میں جبکہ میں بالکل مضمحل ہو گیا تھا۔ میں نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا۔ اسمیں بیمو کارمن اور انگلستان سے آئے ہوئے کیک کا ٹکڑا اور بادام تھے۔ جو اتفاقاً اس بیگ میں رہ گئے تھے۔ میری کیا حالت تھی۔ اور اس نعمت غیر مترقبہ کے ملنے پر کیا حالت ہوئی۔ اس کا اندازہ ناظرین خود کریں میں تو الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں ؛

نائجیریا کی خبروں کا خلاصہ

وائس پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ لکھتے ہیں۔ مجھے آپکو اس امر کا یقین دلانے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ آپنے ایک تندرست جماعت چھوڑی ہے جسمیں آپ کی اس قوت مقناطیسی کا اثر ہے۔ جو سچائی کے لئے اخلاص و محبت رکھنے والے قلب میں ہوتا ہے۔ یہ اس طاقت کا اثر ہے۔ محض فصاحت و منطق کی زبان کا اثر نہیں۔ جماعت صحیح معنوں میں وفادار ہے۔ اور اسلام کے لئے جان تک دینے کے لئے آمادہ ہے ؛

سکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ "مجلس ناظم کی تجاویز کی مجلس اکابر نے غیر معمولی جوش کے ساتھ تائید کی ہے اور مالی معاملات میں مجلس منتظمہ کو پوری آزادی دیدی ہے۔ تجاویز یہ ہیں :-

(۱) جدید و قدیم جماعتوں کے فنڈز متحد کئے جائیں اور بنک میں موجود ۶۰+۸۰ = ۱۴۰ پونڈ جمع کر دئے جائیں ؛

(۲) آئندہ جامع مسجد میں جو چندہ ہو۔ اس کی نگرانی کمیٹی کیے

(۳) ہر مرد ایک شلنگ اور ہر عورت ۶ پنس ماہوار چندہ دے۔ زکوٰۃ آئندہ کمیٹی ہر سال وصول کرے۔

(۴) جامع مسجد کا ایک تنخواہ دار خادم رکھا جائے۔

ایک ہزار پونڈ فوری جمع کرنے کی تجویز در پیش ہے عام اجلاس جماعت منعقد کرنے کا ارادہ ہے۔ ہر مسجد کے ممبروں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کا عمل تحصیل چندہ سے قبل کیا جائیگا۔ تمام حالات حوصلہ افزا ہیں۔ اسکول کے جلد جاری کرنے کی تجویز ہے۔ کیمبوس سکیر میں بدھ کے لیکچر اور احمدیہ ہال میں اتوار کی تقریریں بدستور ہوتی ہیں ؛

دوسرے خطوط میں عورتوں کے جوش اور اصلاح کا ذکر ہے۔ اور وہ دن بعید نہیں کہ انشاء اللہ نائجیریا ہندوستان کو غیر ملکی مشنوں کے اخراجات سے سبکدوش کردیگا۔ اور انشاء اللہ کوئی بلال امرتسری مولوی جیسوں کو مسلمان بنانے کے لئے ہندوستان پہنچیگا ؛ ۵

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑے رہگئے دجال کہلانیکے دن

خاکسار عبد الرحیم نیر

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ مچھلی بندر کا تبلیغی جلسہ

۲۴ ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء مقامی انجمن احمدیہ کا ایک تبلیغی جلسہ ہوا۔ جسمیں جناب عبد القادر صاحب نے وفات مسیح کا مضمون وضاحت سے بیان کیا۔ اخیر پر صدر نشین صاحب نے سامعین اور برٹش گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔

خاکسار عبد الکریم احمدی ۔ مچھلی بندر

بیرم پور میں جلسہ احمدیہ

بتاریخ ۱۳ نومبر بروز اتوار بمقام بیرم پور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق وغیرہ مندرجہ ذیل مضامین پر تقریر فرمائینگے :-

(۱) صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۲) موجودہ بے چینی کا صحیح علاج ؛

المشتہر سعادت علیخان نمبردار ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بیرم پور (ہوشیارپور)

لاہور میں احمدی ڈاکٹر

جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب اسسٹنٹ سرجن انجکل لاہور موچی دروازہ میں پریکٹس کرتے ہیں۔ بیرونی احباب ان سے فائدہ اٹھائیں ۔ احقر عبد الجلیل ۔ موچی دروازہ لاہور

درخواست اخبار

یہ خاکسار اکیلا احمدی ہے۔ مخالفت بھی بہت ہے اور غریب بھی ہوں اگر کوئی بھائی بندہ کے نام اخبار جاری کرا دیں۔ تو ان کو ثواب ہوگا۔ اور مجھے بیش بہا فائدہ ۔ مقبول احمد عرف محمد اسمٰعیل ساکن جہوالی

اعلان نکاح

۳۰ اگست ۱۹۲۱ء کو حکیم محمد ابراہیم صاحب احمدی کا نکاح برمکان انجمن احمدیہ انبالہ چھاؤنی حکیم شاہ نواز صاحب ساکن کھرڑ ضلع انبالہ۔ مبلغ ساڑھے چار سو حق مہر پر حسین بانو بنت حافظ ہادی حسین صاحب فرنیچر مرچنٹ انبالہ چھاؤنی سے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے

خاکسار عبد الحکیم ۔ انبالہ چھاؤنی

درخواست دعا

مجھے آجکل انگریا کی وجہ سے سخت تکلیف ہے چلنے پھرنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ بعض وقت چلنا پھرنا تو درکنار بیٹھنا اور لیٹنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۷ ۔ نومبر ۱۹۲۱ء

حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کا ذکر

ایک انگریز کے قلم سے

حال میں ایک انگریزی کتاب کا اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے پاس پہنچا ہے ۔ جسمیں حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کے واقعہ شہادت کا ذکر ایک ایسے انگریز نے کیا ہے ۔ جو ان ایام میں جبکہ شہید مرحوم کا حادثہ پیش آیا ۔ کابل میں چیف انجنیر تھا ۔ اس نے اپنے چشم دید حالات کی بنا پر "متعلق افغانستان امیر کے ماتحت" کے نام سے مذکورہ بالا کتاب لکھی ہے ۔ جس کے بارھویں باب بعنوان "یورپین لوگوں کی رہائش کابل میں" میں یہ ذکر ہے "ہمیں اس سے کئی ایک باتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں ۔ جن کا اسوقت تک علم نہ تھا ۔ اور بعض ہمارے بیان کی ایسی سندیں ہیں ۔ جن کا ہمارے پاس بجز اپنے آدمیوں کے بیان کے کوئی بیرونی ثبوت نہ تھا ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اور آپ کے بعد اور تحریروں میں یہ بات بزور پیش کی گئی ہے ۔ کہ شہید مرحوم کی شہادت کا باعث اس مفہوم جہاد کے خلاف وعظ کرنا ہوگا تھا ۔ جو مسلمانوں نے غلطی سے سمجھ رکھا ہے ۔ مگر اس بات کی چونکہ ہم کوئی ایسی سند پیش کر سکتے تھے ۔ جو دوسروں پر حجت ہو سکے ۔ اسلئے یہ بات نہ تو ہمارے مخالف لوگ مانتے تھے ۔ اور نہ گورنمنٹ اسپر یقین رکھتی تھی ۔ لیکن اس کتاب میں یہی وجہ ان کے قتل کی قرار دی گئی ہے ۔ اور یہ ہمارے بیان کی صداقت کی ایک زبردست سند ہے ۔ جو ہمارے ہاتھ آئی ہے ۔

کیونکہ اس کتاب کا مصنف انگریز نہ تو ہمارے سلسلہ کا واقف ہے ۔ جیسا کہ ان غلطیوں سے پتہ لگتا ہے ۔ جو اس کتاب میں ناواقفیت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہیں اور نہ اسکو ہم سے کوئی واقفیت تھی ۔ بالمقابل اسکے وہ کابل کے گھر کا بھیدی تھا اسلئے اسبارے میں اس کی بات خاص اہمیت رکھتی ہیں ۔

اس اقتباس میں جو غلطیاں ہیں ۔ انمیں سے ایک تو یہ ہے کہ لکھا گیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود کا یوحنا نبی ہونے کا دعویٰ تھا ۔ اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے یا تو مصنف مذکور نے کسی سے سنا ہی اسی طرح ہو گا ۔ یا اس نے اپنی طرف سے یہ بات پیدا کی ہو گی کیونکہ عیسائی ہونے کی وجہ سے اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا تو قطعاً محال سمجھا ہو گا ۔ اسلئے جب اس نے یہ سُنا کہ وہ مدعی مسیحیت تھے ۔ تو اس نے سمجھا کہ دراصل بیان کرنیوالوں کو غلطی لگی ہے ۔ انھوں نے مسیح ہونے کا نہیں بلکہ یوحنا ہونے کا دعویٰ کیا ہو گا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ شہید مرحوم کے اس بیان کو کہ انھیں قادیان میں حج کا نظارہ نظر آیا ۔ مصنف نے مسمریزم کا اثر قرار دیا ہے ۔ لیکن کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ وہ کشوف کا قائل نہیں ۔ اور وہ حالت جو شہید مرحوم کو کشف کے ذریعہ دکھائی گئی ۔ اس کا نام اس نے مسمریزم رکھ دیا ۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے فرمایا ۔ مجھے یاد پڑتا ہے ۔ کہ حج کا نظارہ دیکھنے کا ذکر شہید مرحوم نے کیا تھا ۔ اور مولانا سید سرور شاہ صاحب نے بھی شہادت دی ہے ۔ کہ شہید مرحوم نے ان سے خود کہا تھا ۔ کہ انہیں حج کا نظارہ نظر آیا ہے ۔

بہر حال اس قسم کی غلطیوں کو جو مصنف کی ناواقفیت اور اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں ۔ چھوڑ کر اصل واقعہ شہادت کے متعلق اس کا بیان بہت مفصل ہے ۔ اور ان واقعات کو ہم مخالفین کے سامنے ایک غیر شخص کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں ۔

ایک خاص بات جو اس بیان سے ظاہر ہوتی ہے ۔ یہ ہے کہ شہید مرحوم نے حضرت مسیح موعود کو بحیثیت نبی پیش کیا ۔ نہ کہ بحیثیت معمولی مجدد ۔

مذکورہ بالا اقتباس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"شہزادہ (نصر اللہ خان) اور امیر (حبیب اللہ خان) کے اس مرض (ہیضہ) سے خاص طور پر خوف زدہ ہونے کی ایک وجہ تھی ۔ اور وہ یہ کہ کابل کے سب سے بڑے نامور اور باثر علماء میں سے ایک عالم شروع سال میں حج کی نیت سے وہاں سے روانہ ہوا ۔ مدینہ جاتے ہوئے جب وہ ہندوستان میں سے گذرا ۔ تو اس نے ایک ایسے شخص کی بابت سُنا ۔ جو مسیح کی آمد کے متعلق وعظ کرتا تھا ۔ اور اس کا دعویٰ یہ تھا ۔ کہ یوحنا نبی کی طرح وہ مسیح کے لئے راستہ صاف کرنے کے لئے آیا ہے ۔ اس شخص کے متعلق اس کے ارد گرد کے علاقوں کے لوگ عجیب عجیب باتیں بیان کرتے تھے ۔ یہ عالم اس سے ملنے کے لئے گیا ۔ اور مدعی نبوت کے الفاظ ایسے موثر ثابت ہوئے ۔ کہ یہ عالم اس کی بیعت میں داخل ہو گیا ۔ اور اس کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا ۔ ایک دن جبکہ یہ معلوم ہوا کہ یہ عالم حج کی نیت سے روانہ ہوا تھا ۔ مدعی نبوت اسکو ایک اندر کے کمرہ میں لے گیا ۔ اور وہاں جیسا کہ اس عالم کا بیان ہے ۔ ان دونوں نے مکہ دیکھا ۔ اور اس طرح اپنے آپ کو حاجیوں کے اس گروہ میں دیکھا ۔ جو کہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ۔ اور یہ کہ اس نے بیت اللہ کی زیارت کی ۔ اور جو کچھ وہاں دیکھنے کے قابل تھا دیکھا ۔ اور بیت اللہ کے اندر داخل ہونے سے پہلے وہ تمام عبادات جو مختلف مقامات کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ بجا لایا ۔ قطع نظر اسکے کہ اس کا یہ تخیل مسمریزم کا نتیجہ تھا یا کوئی اور اثر ۔ بہر حال اس عالم کا یہ یقین کہ وہ مکے ہو آیا ہے ۔ اور یہ کہ اس کا راہ نما ایک سچا نبی ہے ۔ اس حد تک پہنچا ہوا تھا ۔ کہ موت بھی اس کو اس عقیدہ سے متزلزل نہ کر سکی ۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے ۔ کہ وہ تمام مذاہب جو مختلف انبیاء (حضرت موسیٰ ۔ عیسیٰ ۔ رسول کریم) نے اپنے اپنے وقت میں قائم کئے ۔ اپنے اپنے زمانہ کے لئے سچے تھے ۔ نیز یہ کہ بنی نوع انسان کی بڑھتی ہوئی

ضروریات کے مطابق اللہ تعالیٰ مناسب موقع پر ایک نیا مذہب قائم کرتا ہے - یہودی مذہب مسیح کے آنے سے پہلے پہلے قابل عمل تھا - اور وہ مذہب جس کو مسیح لایا - محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے آنے تک قابل عمل رہا - اس عقیدہ کی بنا پر مسلمانوں نے خیال کیا - کہ اگر اس مدعی نبوت کا مذہب پھیل گیا - تو یہ ان کے مذہب کو تہ و بالا کر دیگا - چونکہ وہ یہ وعظ کرتا تھا کہ مسلمانوں کو عیسائیوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے - اور ان کو قابل نفرت نہیں سمجھنا چاہیئے - اور یہ بات امیر کے بڑے ہتھیار جہاد کو جو کہ روسی اور انگریزی حملہ کے وقت اس کے کام آسکتا تھا - باطل کرنے والی تھی - اسلئے امیر نے جب سُنا - تو اس عالم کو بلوا بھیجا - چنانچہ وہ تمام راستہ میں اپنے مذہب کی تلقین کرتا ہوا واپس ہوا - اور جونہی کہ وہ امیر کی سلطنت کے حدود میں پہنچا - اسکو گرفتار کر کے کابل پہنچایا گیا ؛

کابل میں امیر نے اس سے کچھ سوالات دریافت کئے اور اس کے عقیدہ کے متعلق جرح قدح کی - لیکن اس عالم کے پر از ذہانت جوابات پر امیر کوئی ایسی گرفت نہ کر سکا - جو اسے کافر ثابت کر کے واجب القتل ٹھہرا سکتی کیونکہ قرآن کریم کے حکم کے ماتحت ہر ایک مُرتد کو سنگسار کیا جانا چاہیئے - اسپر اسکو سردار نصر اللہ خان کے سپرد کیا گیا - کیونکہ مذہبی امور میں عام علماء سے بڑھکر اس کا درجہ سمجھا جاتا تھا - لیکن شہزادہ بھی اس کے مُنہ سے کوئی قابل گرفت بات نہ نکلوا سکا - اسلئے بارہ منتخب علماء کی ایک مجلس قائم کی گئی - لیکن وہ بھی اپنی جرح میں ملزم سے کوئی ایسی بات نہ نکلوا سکے - جس سے کہ اسپر قتل کا فتوےٰ لگا سکیں - چنانچہ انہوں نے امیر کو اسی امر کی اطلاع دی - لیکن امیر نے کہا کہ اس شخص کو ضرور مجرم قرار دینا چاہیئے - اسلئے وہ دوبارہ علماء کے سامنے پیش کیا گیا - جن کو یہ کہہ دیا گیا تھا کہ انہیں ایک ایسے کاغذ پر دستخط کرنے ہونگے - جسمیں یہ لکھا ہو کہ یہ شخص مُرتد ہے - اور واجب القتل ہے - پھر بھی علماء کی کثرت رائے یہی ٹھہری - کہ یہ شخص مذہبی لحاظ سے بالکل بے گناہ ہے - لیکن انہیں سے دو نے جو سردار نصر اللہ خان کے دوست تھے - اور جن سے اسکی اسبارہ میں بات چیت بھی ہو چکی تھی - یہ فیصلہ دیدیا - کہ یہ شخص واجب القتل ہے - اور ان دو کے فتوے کے مطابق امیر نے اسکو مجرم قرار دے کر سنگسار کر دیا - پیشتر اس کے کہ اسے امیر کے دربار سے سنگسار کرنے کے لئے لے جایا جائے - اس نے پیشگوئی کی - کہ اس ملک پر ایک بڑی مصیبت پڑیگی - اور امیر اور اس کا بھائی اسمیں مبتلا ہونگے - جس دن اس عالم کو قتل کیا گیا اسی دن رات کے ۸ بجے کے قریب ایک سخت آندھی آئی - جو کہ خطرناک تندی کے ساتھ آدھ گھنٹہ تک چلتی رہی - اور جس طرح "آناً فاناً" آئی تھی - اسی طرح یک لخت بند ہو گئی - چونکہ رات کے وقت ایسی آندھی کابل میں بالکل خلاف معمول تھی اسلئے لوگوں نے سمجھا - کہ یہ اس عالم کے قتل کا نتیجہ ہے - بعد ازاں ہیضہ پھوٹا - حالانکہ اس کے پہلے حملوں کے مطابق اور چار برس تک ہیضہ نہیں پڑنا چاہیئے تھا - اسپر لوگوں نے یہی خیال کیا کہ یہ اسی شخص کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے ؛

یہی وجہ تھی کہ امیر اور شہزادہ اسقدر خوفزدہ ہوئے تھے - اور انہیں اسمیں اپنی ہی موت نظر آتی تھی - اور اپنی بیوی کی موت پر شہزادہ کی حواس باختگی اسی وجہ سے تھی - مقتول کے مُریدوں کی ایک بھاری اور زبردست جماعت تھی - اور جن دو ملاؤں نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا - وہ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہے کہ مُرید جنھوں نے اپنے پیر کا بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی - ان کو قتل نہ کر دیں - انہیں سے ایک کو ہیضہ ہو گیا - جو مرتے مرتے بچا "

بیت المقدس کی تولیت کا مستحق کون ہے

۱۶ اکتوبر کے پیسہ میں ایک نوٹ بعنوان "بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں ہی رہنا چاہیئے"

ایڈیٹر صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے جو قابل ملاحظہ ہے فرماتے ہیں :-

"ہمعصر مشرق نہایت معقول وجہ بیان کرتا ہے کہ کیوں بیت المقدس عیسائیوں یا یہودیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے قبضہ میں رہنا چاہیئے - مگر کون ایسی وجہ ہے جو ابقا بدا اپنی اغراض کے سُنتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ: بیت المقدس کی تولیت کے سزاوار مسلمان ہی ہیں - یہودی اور عیسائی کسی طرح نہیں ہو سکتے - جو صرف ایک پیغمبر یا دو پیغمبروں کو مانتے ہیں - برخلاف مسلمانوں کے جو لا نفرق بین احد من الرسلہ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ اور جناب مسیح علیہم السلام اور حضرت رسول اکرمؐ کی تصدیق سے ایمان کی تکمیل کرتے ہیں"

اگر یہودی اسلئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں - اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انھوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا ہے - تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں - کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونیوالے خدا کے ایک اولو العزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں - اور اگر کہا جائے - کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں - تو یہ سوال ہو گا - کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں - اگر منکرین کے فیصلہ سے ہی ایک نبی غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں - عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منجانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے - پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے - کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کو ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں - تو ہم اعلان کرتے ہیں - کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں ؛

باقی رہی تولیت - اس سے ہماری مراد کسی جائداد پر قبضہ کرنا یا اوقات اور نذر و نیاز کی آمدنی لینا نہیں - ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں وہاں لوگوں کو حقیقی اسلام سکھانے کا موقع اور سامان حاصل ہوں ؛

ملہ حرف "رہنی" چاہیئے - (الفضل)

208

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۲۳ راکتوبر بعد نماز عصر)

۲۱ راکتوبر کے اہلحدیث میں ایک شخص نے مولٹنا میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی مقیم مکہ مکرمہ اور ہمارے حاجیوں کے متعلق ایک غلط اور لایعنی مضمون لکھا ہے۔

اس کے ذکر پر فرمایا وہاں احمدیوں سے اتنی نفرت لوگوں کو نہیں جس قدر وہابیوں سے ہے ان کے نزدیک تمام عیوب اگر کسی میں ہیں تو وہابی میں ہیں۔

حج میں غلطیاں

اسی ذکر میں جو جو غلطیاں حج میں لوگ کرتے ہیں ان کا بھی ذکر آگیا۔ فرمایا میں نے دیکھا کچھ ہندوستانیوں نے ایک چارپائی اٹھوائی ہوئی ہے۔ اور طواف کرایا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ ایک شخص کہنے لگا ایک آدمی حج کے لئے آیا تھا جو مرگیا ہے اب اسکا "طواف وداع" کرایا جا رہا ہے۔

چوہدری فتح محمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے بھی اس دفعہ بہت سی چارپائیاں دیکھی تھیں میں نے خیال کیا کہ شاید یہ بیمار روگ ہیں۔

ایک غیر احمدی حافظ صاحب کی ملاقات

مولوی حافظ عبدالوارث صاحب نے جو جناب مولوی عبدالمالک صاحب مشیر مال بہاولپور کے بھائی ہیں ملاقات کی۔ دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کو یہاں آنیکی کیسے تحریک ہوئی۔ حافظ صاحب نے کہا مولوی فضل الدین صاحب (وکیل) سے حضرت کے متعلق اکثر ذکر رہا کرتا تھا۔ حضرت صاحب کے زمانے میں بھی میرا ارادہ حاضر ہونے کا تھا۔ لیکن میں نہ آسکا۔ اب میں نے کہا کہ آپ ان کے قائمقام ہیں۔ آپ سے کچھ فیض حاصل کروں لاہور سے (جناب) مرزا صاحب (سلطان احمد صاحب خان بہادر) کے ساتھ کل آیا ہوں۔ اور انہی کے پاس مقیم ہوں۔ اور کہا (مولوی فضل الدین صاحب کیطرف اشارہ کر کے) یہ جانتے ہیں جو کہ ہمارے رشتہ دار بھی ہیں۔ کہ میں نے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اب میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے نام کی محبت عطا فرمائے۔ اور میں کچھ نہیں چاہتا۔ اور آپ سے یہی درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ میرے لئے دعا کریں کیونکہ اگر خدا نہ ملا تو کچھ نہ ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ ہاں میں انشاءاللہ دعا کروں گا۔ اصل میں تو خدا تعالیٰ ہی ہے باقی سب چیزیں فانی ہیں۔

حضور نے جناب چوہدری فتح محمد صاحب کو ایک مدراسی ہندو کا انگریزی خط جواب کے لئے دیا جس نے لکھا تھا کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی مگر ایک مجلس میں بحث چھڑی اس سے پہلے روح پر پھر خدا پر شک پیدا ہوا اور پھر آنحضرت کی محبت بھی کم ہوگئی اس لئے میں عجیب تذبذب کی حالت میں ہوں۔ اس کی متعلق میری تشفی کی جائے۔

چوہدری صاحب نے موجودہ زمانہ کے ایک انگریز فلسفی کے متعلق عرض کیا کہ اسنے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ بحیثیت مذہب عیسائیت سے کئی نہیں کئی مذہبوں سے اسلام اچھا ہے گر مسیح کے مقابلہ میں آنحضرت کی ذات پر بہت معترض ہے۔

رسول کریم کی لائف

فرمایا میں نے بارہا پہلے بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ نبی اکریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک لائف اس غرض کو مدنظر رکھکر لکھی جائے جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔ آجتک جو سوانح لکھی گئی ہیں وہ دو طرح کی ہیں یا تو دشمنوں نے لکھی ہیں۔ یا سوانح نگاروں نے صرف سوانح کو جمع کر دیا ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو یورپ کے معترضین کے اعتراضوں کو سامنے رکھکر لکھتے ہیں۔ اس طبقے کی نظر بھی محدود ہوتی ہے چاہیئے یہ کہ پہلے ایک زبردست تمہید میں آنحضرت کا دعوےٰ بتایا جائے اور وہ باتیں بتائی جائیں جو اس دعوے کے مدعی میں ہونی چاہئیں۔ پھر ایک ایک کر کے آپ کے وجود میں دکھائی جائیں۔ یہ غلط طریق ہے کہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ آنحضرت اچھے بادشاہ تھے یا اچھے مدبر تھے۔ کیونکہ اصل کام ان کا بادشاہت وغیرہ نہ تھا۔ اگر اس اصل کے مطابق آنحضرت کی سوانح عمری لکھی جائے تو امید ہے وہ اچھا اثر پیدا کر سکتی ہے۔

(۲۴ راکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

وہم

فرمایا۔ کچھ علم سے بھی وہم ترقی کرتا ہے۔ جب تھرمامیٹر نہ تھے لوگ اس قدر احساس بھی نہ کرتے تھے۔ مگر اب فوراً احساس ہو جاتا ہے۔ کشمیر میں حاجی عمر ڈار مرحوم کے لڑکے میاں عبدالعزیز کو ایک سو چار درجے کے اوپر بخار رہتا تھا۔ مگر وہ مہمانوں کو کھانا کھلاتے پھرتے تھے اس بیچ میں کبھی کبھی بیٹھ بھی جاتے تھے۔

عرب کی سواریاں

عرب میں سواری کے ذکر میں فرمایا۔ حج کے دنوں میں میں نے دیکھا تھا۔ کہ ایک ترک اونٹ پر سے گر گیا اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ لوگ اسی طرح اس کے اوپر سے گزرتے رہے۔ ہمیں اس وقت بتایا گیا تھا۔ کہ مکہ میں صرف شریف کے پاس دو گھوڑے ہیں باقی لوگوں کے پاس گدھے۔ خچر۔ اور اونٹ ہیں۔ اب گھوڑے زیادہ ہو گئے ہونگے۔ کیونکہ اب "شریف" "بادشاہ" ہو گئے ہیں۔ فرمایا گدھے سدھے ہوئے اور بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ جن کی رفتار خچر سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک شخص کا خچر دیکھا جو پندرہ سو روپیہ کو خریدا گیا تھا۔ اور اعلیٰ گدھا تین سو روپیہ پر ملتا تھا۔

فرمایا پہلے تو مجھے وہاں گدھے پر چڑھنے میں شرم آتی اس لئے میں نہ چڑھا۔ لیکن جب منا سے واپسی کیوقت میرے پاؤں میں زخم ہوگیا۔ اور میں زیادہ چلنے کی کوشش کی مگر نہ چل سکا تو اس وقت گدھے پر سوار ہوا جو بہت اچھا چلتا تھا

شریف مکہ کو گورنمنٹ کچھ نہ دیگی

چوہدری فتح محمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے پانیر میں پڑھا ہے کہ گورنمنٹ نے اعلان کر دیا ہے کہ ہم شریف کو کچھ نہ دینگے فرمایا الحمدللہ اسکی ہم نے ہی پہلے تحریک کی تھی کہ اس طرح عرب کو اپنے ماتحت کرنے کی کوشش نہ کیجائے۔

معاملات ٹرکی

ترکی حکومت کے سوال کے متعلق فرمایا کہ میں نے ابھی پہلے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ترکی سوال کا حل یہ ہے کہ تھریس اور سمرنا ترکی کے ماتحت رکھے جائیں۔ کیونکہ بشیر آبادی وہاں ترکوں کی ہے اس پر مسلمانوں نے ہماری مخالفت کی مگر خود ترک اور اب مسلمان بھی اسی نقطہ پر آگئے ہیں۔ فرمایا اگر تھریس اور سمرنا ترکوں کو مل جائیں تو انکی فوجی طاقت قائم رہیگی۔ اور یونان کے سپرد ہو گئے تو ترکی کا خاتمہ ہے پھر ترک یونانیوں کے ماتحت ہو کر رہینگے۔

(۲۴ راکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

رسول کریم کے گیسو

چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے نے عرض کیا کہ مجھے ایک سکھ صاحب نے کہا مسلمان غلطی پر ہیں۔ آنحضرت اور خلفاء اور صحابہ لمبے گیسو رکھتے تھے۔ فرمایا آنحضرت کے بال تھے مگر گیسوں کی شکل میں نہ تھے۔

مسیح موعود کے بال

نائب ایڈیٹر نے عرض کیا۔ حضرت صاحب کے بھی لمبے بال تھے

خطبۂ نکاح

عورت مرد کے حقوق و فرائض

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ
(۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء)

آریہ مذہب

خطبہ مسنونہ کے پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اسلام کے رستہ میں جو عظیم روکیں ہیں اور جنکو ابتک نہ مسلمانوں نے سمجھا ہے۔ نہ مسلمان مبلغوں نے پوری طرح ان کی چھان بین کی ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ عورت اور مرد کے حقوق اور ان کے فرائض کا ہے۔ میرے نزدیک اسلام کے رستہ میں کوئی بھی مذہب حائل نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ آریہ مذہب بوجہ اپنی شورش۔ تیزی اور تندی کے یورپ کے چند فلسفیوں کی تائیدات کے سوا کچھ اثر نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسکی کسی حقیقت پر بنیاد نہیں۔ دنیا ہمیشہ دو باتوں پر جمع ہوا کرتی ہے۔ ۱۔ مادی چیز پر ۲۔ طبعی یا روحانی فواید پر لیکن روح و مادہ کی پیدائش کا سوال ایسا نہیں جس سے دنیا کو کوئی مادی یا طبعی فائدہ ہو۔ مذہبی میدان مباحثہ میں یہ کچھ گرمی پیدا کردے تو کردے وہ بھی محض اسلئے کہ ایک پنڈت اچھا بولتا ہے۔ یا ایک مولوی مگر اس کے بعد دنیاوی تعلقات پر اسکا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ اور علاوہ باطل ہونے کے اجتماعی اصول کے لحاظ سے اسمیں کچھ بھی اہمیت نہیں۔ نہ یہ بہت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرسکتا ہے۔ نہ بہت دیر تک جمع کرسکتا ہے۔ وہی مذاہب دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں جذبات کو اپیل کرنے والی کوئی چیز پیش کی خواہ وہ جھوٹی تھی یا سچی اور اب بھی جو ہیں ان کی موجودگی کی بھی یہی وجہ ہے اور بات ہے کہ تنقید اور امتحان میں آکر گر جائیں۔

عیسائیت بمقابلہ آریہ سماج

مثلاً عیسائیت میں ایک بات ہے جو لوگوں کو کھینچتی ہے وہ وہ تعلیم ہے جو مسیح کی نسبت بیان کی جاتی ہے۔ کہ وہ دنیا کیلئے قربان ہوا خواہ ایک شخص کتنا ہی پڑھا لکھا ہو فلسفی ہو۔ ایم۔ اے ہو یا سائنس کا اعلیٰ ماہر۔ اسکے سامنے مسیح کے متعلق اس ترتیب کے ساتھ واقعات لائے جاتے ہیں۔ کہ اسکی تمام دانائی پر پردہ پڑجاتا ہے۔ اور وہ ان سوالات پر ٹھنڈا کوئی غور نہیں کرتا۔ کہ کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ یا ایسا کیا بھی جا سکتا ہے۔ اس وقت اس کے جائز یا ناجائز ہونے پر غور نہیں کرتا اور وہ مسیح کے دامن کو پکڑ لیتا ہے۔ پھر جب ایک دفعہ محبت ہوجائے تو اس سے پھیر دینا آسان نہیں۔ اس شخص کو ایک تسلی حاصل ہوجاتی ہے۔ جو اگرچہ جھوٹی ہوتی ہے مگر وہ اس تسلی کو دلائل کے زور سے چھوڑنا نہیں چاہتا بس وہ یہی خیال کرتا ہے کہ خدا یا خدا کا بیٹا آیا اور انسان کیلئے قربان ہوگیا۔ اور اسنے میرے بھی گناہ اٹھالئے مگر اس قسم کی کوئی بات آریہ مذہب میں نہیں پائی جاتی اس لئے یہ مذہب قائم رہنے والا نہیں۔ لیکن ایسے بھی مذاہب ہیں جو یہ باتیں رکھتے ہیں۔ جن میں سے ایک عیسائیت ہی ہے جسکا میں نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس سے بھی خطرہ نہیں۔ کیونکہ صحیح طور پر جذبات کو ابھارنے والی تعلیمات اور باتیں اسلام میں بھی ہیں اور بکثرت ہیں۔ گو مسلمانوں نے ان کی طرف سے غفلت کی ہے اور اب خدا نے اپنے مسیح کو بھیجکر اس راز کو کھولدیا ہے اور اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں دلایل بھی ہیں اور جذبات کو اپیل کرنے والی باتیں بھی یہ دو دھاری تلوار ہے جسکا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اسلام تسلی بخش مشاہدہ پیش کرسکتا ہے۔ اور وہ سامان بھی دیتا ہے اور اسکے ساتھ دلائل بھی دیتا ہے۔ پس عیسائیت اسلام کا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہے۔ یہی دو جارحانہ مذہب خیال کئے جاتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی مگر عوام ہندو بالعموم اس میدان میں نہیں آتے صرف آریہ ہیں جنکو ہندو مذہب کا خلاصہ کہنا چاہیئے انکا ہندوستان میں شور ہے اور باقی دنیا میں عیسائیت اپنا جوش دکھلا رہی ہے۔ لیکن یہ دونوں مذاہب مذہبی طور پر اسلام کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے

اسلام کے راستہ میں روک

لیکن ایک اور طاقت ہے جو اسلام کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ چھوٹے بیج کی طرح نشوونما پا رہی ہے۔ اور وہ دنیا کی تمدنی حالت ہے۔ دنیا کی تمدنی حالت ایسی بدل گئی ہے۔ جو اسلام کے وقت نہیں تھی۔ بلکہ اب یہ حالت ہوئی ہے اور لوگ ادھر آرہے ہیں۔ کہ آرام وہ چیزوں کو لیلو اور تکلیف دہ کو چھوڑدو۔ مبلغین اسلام خوش ہوتے ہیں کہ دنیا نے اب طلاق کے مسئلہ کی صداقت کو تسلیم کرلیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ عیسائیت طلاق کی منکر تھی۔ مگر اب اسی مسئلہ طلاق کو جو اسلام پیش کرتا تھا مان گئی اور اس کے صرف یہ معنے ہوں گے کہ عیسائیت کو شکست ہوگئی۔ لیکن جو احکام اسلام میں ہیں اگر دنیا ان کی بھی مخالفت کرے۔ اور ان کی مخالفت میں دنیا کو بظاہر آرام نظر آئے تو پھر ہمارے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں رہتی۔ ہم اس بات کا یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام مفید ہے۔ مگر غور تو کرو۔ دنیا نے اسلامی مسئلہ طلاق کو کب مانا اور اپنی غلطی کو کب محسوس کیا۔ ۱۹ سو سال سے دنیا اس کے خلاف عقیدہ رکھتی تھی۔ اور اگر چھ سو سال پہلے نکال دیئے جائیں تو تیرہ سو سال سے اسکی مخالفت میں سرگرم تھی اتنے لمبے عرصہ کے بعد اسکو اپنی غلطی محسوس ہوئی ہے۔ اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام جو درحقیقت مفید ہیں مگر دنیا ان کو غیر مفید بلکہ نقصان دہ خیال کررہی ہے۔ کیا ہم انتظار کرتے رہینگے کہ دنیا اپنے تجربہ کے بعد پھر ان مسائل کی حقانیت کی بھی قائل ہوجائیگی۔ اور اس طرح اسلام۔ کامیاب ہوگا۔

عورتوں کے حقوق کا سوال توجہ طلب ہے

ان مسایل میں سے ایک عورتوں کے حقوق کا سوال بھی ہے۔ اسلئے ہمارے عالموں اور لیکچراروں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی رو کا مطالعہ کریں کہ دنیا کدھر جارہی ہے۔ جدھر وہ غلطی سے چل رہی ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکو ادھر سے لوٹائیں۔ قبل اس کے کہ دنیا کو اس غلطی میں پڑے ہوئے صدیاں گذر جائیں اور ہم متوقع رہیں کہ تجربہ کے بعد خود اسلام کی صداقت کو مان لینگے۔ کیونکہ اگر اسی طرح انتظار کیا جائے تو اور واقعات ہوسکتے ہیں۔ جو ان غلطیوں سے نکلنے کے بعد دوسری غلطیوں میں دنیا کو ڈال سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے جو عادات گھر کرجائیں ان کا چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر خدا کی طاقت مدنظر نہو۔ یا خدا تعالےٰ اپنے خاص تصرف کے ماتحت تغیر نہ پیدا کردے۔ تو بالکل ہی ناممکن ہوتا ہے۔

عورت کے حقوق میں اسلام اور دیگر مذاہب کا اختلاف

پس اسلام نے عورتوں کو حقوق دئے ہیں۔ اور مناسبت سے دئے ہیں۔ اور بعض تعلیمات ہیں اسلام نے عورتوں کے بارے میں پہلے مذاہب سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً پردہ ہے۔ اسلام کے قبل جس قدر پہلے مذاہب ہیں۔ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان میں پردہ نہ تھا یا جیسے اسلام میں ہے۔ ایسا نہ تھا۔ مثلاً یہود۔ عیسائی۔ ہندو۔ بدھ۔ زرتشتی وغیرہ اقوام کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں۔ کہ اول ان میں پردہ نہ تھا۔ اگر تھا تو اس رنگ میں نہ تھا۔ مثلاً ان اقوام میں اسی قسم کے پردے کا پتہ لگتا ہے کہ عوام سے تو پردہ ہے۔ مگر دربار کے امراء سے پردہ نہیں۔ مگر اسلام میں کسی حد تک تنگی ہے۔

اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے حقوق انسانیت میں کوئی کمی نہیں کی گئی بلکہ مساوات رکھی ہے۔ مرد سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ تمام معاملات میں برابری دی۔ مگر بعض اور بھی تعلقات ہیں۔ جو انسانیت کے علاوہ اجتماعی حیثیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ فرداً فرداً مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مگر اجتماعی حیثیت میں نظام کے قیام کے لئے بعض حقوق عورتوں سے لے گئے ہیں۔ کیونکہ جب ایک صف میں کچھ لوگوں کو کھڑا کیا جائیگا۔ تو نظام چاہتا ہے۔ کوئی اول ہو کوئی آخر۔ ورنہ صف نہیں بن سکتی۔ فرداً فرداً ہر شخص میں مساوات ہے۔ مگر قطار میں وہ باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اسلام نے حقوق کے بارے میں کیا ہے۔ کہ انفرادی حیثیت میں مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مگر اجتماعی حیثیت میں کمی بیشی کی ہے۔ دُنیا نے اسکو اب سمجھا ہے۔ مگر اسلام نے اسکو پہلے سے سمجھ لیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اب تک غافل رہے ہیں۔ جہاں تک انفرادی حیثیت کا تعلق تھا۔ وہ بیان کرتے تھے۔ مگر اجتماعی حیثیت میں جو کمی بیشی ہے۔ اس کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ انفرادی طور پر ہر شخص مرد ہو کہ عورت مساوات رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ اجتماعی حیثیت میں آئے گا۔ تو ایک کو اول اور دوسرے کو دوم ہونا پڑیگا ؛

اب یہ رَو چلی ہے۔ اور اب جبکہ عورتیں بھی لاکھوں تعلیم یافتہ ہو گئی ہیں۔ وہ سوال کرتی ہیں کہ مردوں میں کیا خصوصیت ہے کہ وہ ہم سے بڑھ کر ہیں ؛

عیسائیت کی تعلیم موجودہ تمدن کے خلاف ہے

میں نے آج ہی اخبار میں ایک مضمون پڑھا ہے کہ ایک جگہ امتحان ہوا۔ تمام بڑے بڑے انعام عورتوں کو ملے۔ ایک پادری نے اس بورڈ کی طرف اشارہ کرکے جس پر نام لکھے تھے۔ کہا کہ وہ لوگ جو عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں کم درجہ کا خیال کرتے ہیں۔ آئیں اور آنکھیں کھولکر دیکھیں۔ اگر میں وہاں ہوتا تو کھڑا ہو جاتا اور کہتا۔ اے کاش! مسیح زندہ ہوتا۔ اور میں یہ بورڈ اس کے سامنے رکھ دیتا ؛

قاعدہ ہے کہ جس چیز کو زور سے دبایا جائے وہ زور ہی سے ابھرتی ہے۔ عورتوں کی اب آنکھیں کھلنے لگی ہیں۔ اور ان کے سامنے ہزاروں سال کی تاریخ ہے جسمیں انکو نظر آرہا ہے۔ کہ مردوں نے عورتوں کے حقوق کو پامال کیا ہے۔ اسلئے ان کے دل میں مردوں کی طرف سے ایک نفرت اور حقارت پیدا ہو رہی ہے۔ اور جب نفرت کا جوش ہو۔ تو عقل ماری جاتی ہے۔ اور جائز و ناجائز کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ اسوقت یہاں تک بھی کہا جایا کرتا ہے کہ فلاں چیز کیوں ہمارا حق نہیں۔ جو در حقیقت ان کا حق نہ ہو۔

مثلاً اسلام نے پردہ رکھا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ غیر مردوں سے مصافحہ نہ کیا جائے۔ اب اگر عورتیں آگے نکل گئیں۔ اور جیسا کہ وہ اس ذلت سے نکل رہی ہیں۔ ان حدود سے بھی جو صحیح ہیں۔ باہر گئیں تو دنیا کی اس نصف آبادی کو حدِ اعتدال پر لانا مشکل ہو گا ؛

میرے نزدیک اگر ہم یہ باتیں منوالیں۔ تو اسلام کی صداقت اسی طرح ثابت ہو سکتی ہیں۔ جس طرح ایک اور ایک دو ؛

دُنیا کی حالت مذہبی نقطۂ نظر سے

پس یہ تمدنی روک ہے۔ جو اسلام کے راستے میں حائل ہو رہی ہے۔ جہاں بعض باتوں میں دنیا اسلام کے قریب آرہی ہے۔ وہاں بعض میں دُور سے دُور تر ہوتی جارہی ہے۔ کیونکہ جب دنیا کے ایک حصہ نے دیکھا کہ اس کے حقوق سختی سے پامال کئے گئے ہیں۔ تو وہ ضد میں آگیا۔ اور ان حدود سے نکل گیا۔ جو جائز طور پر اس کے لئے مقرر ہیں۔ اور اگر یہ خیال کیا گیا کہ دنیا تجربہ کے بعد راستی کی طرف آجائیگی۔ تو میں نے بتایا ہے کہ اول تو ہزارہا سال چاہیئیں۔ اور پھر یہ بھی ہو گا کہ اتنے عرصہ میں اور غلطیاں پیدا ہو جائینگی۔ تو یہ طاقتیں ہیں جن کا ہم نے مقابلہ کرنا ہے۔ مگر ابھی لوگ اسکو نہیں سمجھے ؛

ہماری عورتیں

خود ہماری جماعت میں جو عورتیں پڑھی لکھی ہیں۔ اور بیرونی کتابوں اور اخباروں کو پڑھتی ہیں۔ وہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہونے چاہیئیں۔ اور بعض اوقات ان کی باتیں اسلام کی تعلیم کی مخالف ہو جاتی ہیں۔ میری عادت ہے کہ میں اپنی بیویوں کو چھیڑ کے طور پر جوش پیدا کرنے کے لئے اور اسلامی تعلیم پر پختہ کرنے کے لئے کہا کرتا ہوں۔ کہ عورتوں میں یہ نقص ہی نقص ہے۔ تاکہ وہ مردوں کے مقابلہ میں دلائل پیش کریں۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں۔ اور میں ایک ایک کرکے ان کی دلیلوں کو توڑتا ہوں تاکہ وہ تعلیم اسلام پر پختہ ہو جائیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں میں بھی پرانے زمانہ کا یہ اثر چلا جاتا ہے۔ کہ وہ عورتوں کے جائز حقوق میں تنگی کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب نے اس بات کو ابتداء میں ہی سمجھ لیا تھا۔ ایک سٹیشن کے پلیٹ فارم پر اپنی بیوی یعنی والدہ کو ساتھ لئے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبد الکریم صاحب خواہ مولوی تھے۔ مگر پچھلے زمانہ کے اثر کے ماتحت تھے حضرت مولوی صاحب سے کہنے لگے کہ دیکھو حضرت صاحب یوں پھرتے ہیں۔ مخالف اعتراض کرینگے۔ ہماری ناک کٹ جائیگی۔ ہم کیا جواب دینگے۔ آپ جاکر روکیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نہیں جاتا۔ آپ خود چلے جائیں۔ چنانچہ مولوی عبد الکریم صاحب گئے۔ اور حضرت صاحب کو آواز دیکر کہا کہ حضرت لوگ ہم پر اعتراض کرینگے۔ اور ہم اس کا کیا جواب دینگے۔ ہماری ناک کٹے

جائیگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب کیا آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہیں پڑھا۔ کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے ساتھ صحابہ کے سامنے دوڑے تھے۔ اور فرمایا کہ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی ناک کٹتی ہے۔ تو چلے جائیں۔ مولوی صاحب خاموش ہوکر واپس چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب نے پوچھا کہ بتاؤ کیا جواب ملا۔ مولوی صاحب خاموش تھے۔

پس پورے حقوق دئے جائیں۔ اور جو ناجائز ہیں انکو روک دیا جائے۔ اگر اس قسم کی ایک دو یا سینکڑوں مثالیں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر فوراً دنیا کی ادھر توجہ ہو جائیگی۔ ورنہ اب یورپ کی عورتیں آتی ہیں۔ اور مشرقی عورتوں کو اندر بند دیکھتی ہیں۔ تو وہ اسکو عیسائی مذہب کی فتح کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ عیسائیت کی تعلیم نہیں ہوتی۔ بلکہ سولیزشن کا نتیجہ ہوتا ہے مگر چونکہ مغرب سے وہ آتی ہیں۔ اسلئے عیسائیت ہی کی تعلیم خیال کی جاتی ہے۔

عورتوں کے حقوق انفرادی واجتماعی

پس عورتوں کو اسلام نے حقوق میں مساوات دی ہے مگر انفرادی طور پر اور اجتماعی حیثیت سے قیام کے لئے بعض حقوق لئے ہیں۔ جیسا کہ ہر شخص کا قدرتی حق ہے۔ کہ جس جگہ چاہے جائے۔ مگر حکومتیں نظام کے قیام کے لئے بعض روکیں قائم کر دیتی ہیں۔ اسی طرح عورتوں سے ان کے بعض حقوق قیام نظام کے لئے لئے گئے ہیں۔ یعنی ان کے حقوق کو تسلیم کرکے ان سے لیا گیا ہے۔

کشمیر میں عورت کی حالت

میں نے کشمیر میں عورتوں کی وہ بُری حالت دیکھی ہے جس کی حد نہیں۔ پردے کے بارے میں تو یہاں تک آزادی کہ ناف تک چھاتی ننگی جو یورپ کی عورتیں بھی نہیں رکھتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پاجامہ وہ پہنتی نہیں اور کُرتا لمبا پہنتی ہیں۔ جس کو اٹھا نہیں سکتیں۔ گریبان لمبا رکھتی ہیں۔ اسی سے بچے کو دودھ پلاتی ہیں۔ گویا ایک آفت سے دوسری آفت آتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں غلامی

پر اختیار نہیں۔ اس ملک میں تو یہ بات نہیں دیکھی۔ مگر وہاں یہ عجیب بات دیکھی۔ ایک احمدی دور کے علاقہ کا آیا۔ اور جلد واپس جانے لگا۔ جب پوچھا گیا کہ کیوں جاتے ہو کہنے لگا کہ میں چاول تول کر گھر سے آیا تھا۔ اگر نہ جاؤں تو گھر والے فاقہ رہینگے۔ اور یہ عام رواج ہے۔ اگر وہاں عورتوں کو ان کی اس حالت کی طرف توجہ دلانیوالا کوئی ہو۔ تو وہ بہت جلد اسلام کو چھوڑ سکتی ہیں لیکن اگر اسلام کے دئے ہوئے حقوق ان کو دئے جائیں۔ اور باخبر لوگ انہیں اس تعلیم کو پھیلائیں۔ تو وہ اس غلامی کی حالت سے نکل سکتی ہیں۔ تو یہ اہم سوال ہے جو قابل غور و توجہ ہے۔ کہ عورتوں کو شریعت کے مطابق حقوق دئے جائیں۔ اور ناجائز آزادی سے روکا جائے۔ اور بھی مسائل ہیں۔ جو اسلام کے راستہ میں روک ہیں۔ مثلاً مسئلہ سپر چولزم اور سوشلسٹ موومنٹ وغیرہ۔ مگر یہاں اسی کا تعلق ہے۔ چونکہ یہ نکاح کا موقعہ ہے۔ اسلئے میں اسپر اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔

واقعہ ڈیرہ نانک کے متعلق

نامہ نگار پیغام کی غلط بیانی

غیر احمدیوں کے مقابلہ سے کون بھاگتا ہے ہم یا پیغامی

پیشتر اسکے کہ میں نامہ نگار پیغام کی غلط بیانیوں کا ذکر کروں۔ ایڈیٹر پیغام کی اس جھوٹی خوشی کے متعلق جو اس نے اس مراسلت کے درج کرنے سے پہلے چند سطور میں ظاہر کی ہے۔ کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر پیغام کو چاہیئے تھا۔ کہ اس مراسلت کے شائع کرنے سے پہلے نامہ نگار کے متعلق اچھی طرح تحقیق کر لیتا۔ کہ آیا وہ کچھ

نسبت جو نہ قرآن سے واقف نہ حدیث سے واقف نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ایسے کوئی خبر ایسے آدمی کی نسبت یہ لکھنا کہ احمدی علماء اس کے مقابلہ سے بھاگ گئے کیسی بیہودہ بات ہے۔ اس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو صرف یہ کہ پیغامی پارٹی ہمارے مقابلہ میں اپنی کامیابی صرف اسی میں سمجھتی ہے۔ کہ جو خبر ہمارے متعلق اسکو پہنچے جسمیں ہماری شکست کا ذکر ہو بغیر تحقیق کئے اور بغیر حدیث کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کی وعید کا خیال کئے شائع کردے اور اسپر غلط نتائج نکالکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالے۔ جیسا کہ ایڈیٹر پیغام نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس مراسلت پر یہ نوٹ لکھتا ہے کہ محمودی مبلغ اب غیر احمدیوں کے مقابلہ سے بھی بھاگ رہے ہیں۔ اور مسئلہ نبوت مسیح موعود پر ان سے بات کرنے سے گھبراتے ہیں۔

اس فقرہ کے لکھنے سے پہلے اگر ذرا بھی وہ تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار لیتا۔ اور بغض و کینہ کی حکومت سے نکلکر عقل سے کام لیتا۔ تو اسپر واضح ہو جاتا کہ اس کا یہ لکھنا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ کیا ایڈیٹر پیغام کو اسقدر بھی علم نہیں۔ کہ غیر احمدیوں کے ساتھ اس موضوع پر ہمیشہ ہمارے مناظرے ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی حال میں مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مالیر کوٹلہ میں ایک زبردست مناظرہ ہوا ہے۔ اُمید نہیں کہ ایڈیٹر پیغام اس سے ناواقف ہو۔ پس ان واقعات مشہودہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر معروف جاہل آدمی کی بات پر اعتبار کر لینا اور پھر صرف اعتبار ہی نہیں بلکہ اسکو پبلک میں شایع کرنا کیا صریح کفیٰ بالمرء کذباً کی وعید کے نیچے نہیں آتا۔ اگر ایڈیٹر پیغام کہے کہ میرا منشاء اس سے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے سے آپ بھاگتے ہیں۔ تو اس کے متعلق بھی اس کو دیکھ لینا چاہیئے تھا کہ جب یہ لوگ ہمارے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ تو ایک بے علم اور حضرت صاحب کی کتب سے بالکل ناواقف آدمی کے مقابلہ سے کس طرح بھاگ سکتے

ایڈیٹر پیغام کو یہ فقرہ لکھتے وقت غالباً یہ نہیں یاد رہا کہ غیر احمدیوں کی طرف سے پیغامی پارٹی کو اس مسئلہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق بحث کرنے پر چیلنج مل چکے ہیں جن کے قبول کرنیسے آجتک وہ فرار کر رہے ہیں۔ اگر اسکو یہ یاد ہوتا تو کبھی وہ شیش محل میں بیٹھکر دوسروں پر پتھر پھینکنے کا ارتکاب نہ کرتا۔ ایڈیٹر پیغام کو شاید مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج بھول گیا ہو اس لئے یاد دلانیکے لئے ہم اُسے اخبار اہلحدیث ۲۲ر اپریل سے پھر نقل کرتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ غیر مبایعین کو مخاطب کر کے لکھتا ہے

"ہم نے بارہا لکھا کہ بحیثیت تعلیم مرزا قادیانی پارٹی حق پر ہے۔ یہانتک کہ جب کبھی ان دونوں میں مباحثہ کی گفتگو شروع ہوئی تو ہم نے ازخود دخل دیکر کہا کہ نبوت مرزا کا ثبوت اُنکی تحریروں سے دکھانیکے لئے ہم تیار ہیں۔ .... ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ...... اسپر تفصیلی بحث کیلئے ہم اب بھی آمادہ ہیں۔"

پھر اس چیلنج کو دہراتے ہوئے مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء میں لکھتا ہے

"مرزا جی کی تعلیم وہی ہے جو قادیانی پارٹی کہتی ہے۔ ہم نے بارہا لکھا کہ اس مسئلہ میں بحث کرنیکو ہم حاضر ہیں ۱۹۱۵ء رمضان کو شملہ پر اسبارے میں لاہوری لیڈروں سے بڑی چھیڑ چھاڑ ہی آخر وہ فرار ہو گئے بتائیدہ تعالےٰ ہم اب بھی تیار ہیں۔"

کیوں ایڈیٹر صاحب اب بھی آپ کو معلوم ہوا یا نہیں؟ کہ غیر احمدیوں کے مقابلہ میں محمودی مبلغ بھاگ رہے ہیں یا آپ لوگ اور مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ میں غیر احمدیوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں محمودی مبلغ گھبراتے ہیں یا آپ کیا آپ نے اس وقت تک اس چیلنج کو قبول کیا اگر نہیں تو کیا وجہ ہے ہمارا کہ ایک جاہل آدمی کیساتھ گفتگو کرنیسے (اگر فرض کر لیا جائے کہ ہم نے گفتگو سے انکار کیا) احتراض کرنے کی وجہ تو قرآن شریف کا صریح یہ حکم واعرض عن الجاھلین ہو سکتا ہے۔ مگر آپکے پاس تو یہ بھی عذر نہیں کیونکہ آپ کو غیر احمدیوں کا مشہور عالم چیلنج کر رہا ہے اور آپ اس کے سامنے آنیکا نام تک نہیں لیتے اور پھر باوجود اس کے لکھے جاتے ہیں کہ محمودی مبلغ غیر احمدیوں کے مقابلہ سے بھاگتے ہیں کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آپنے یہ چند سطور محض تعصب کی وجہ سے اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے لکھی ہیں

دوسرا فقرہ جو ایڈیٹر پیغام نے یہ لکھا ہے کہ محمودی مبلغ کسی احمدی لاہوری مبلغ کا نام سنکر فرار ہوتے ہیں اگر اس فقرہ کے اندر عمومیت ہے تو کاش ایڈیٹر پیغام اس فقرہ کو لکھتے وقت اپنے اخبار ۱۲ر ستمبر ۱۹۲۱ء کو دیکھتا جس میں آپنے اوس مباحثہ کی روئداد شائع کی ہے۔ جو سالانہ میں پیغامی پارٹی کے مبلغ مدثر شاہ اور مکرمی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے درمیان ۷ر ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہوا تھا۔ کیا ۱۷ر ستمبر کے پرچہ میں ایک مباحثہ کا ذکر کرنا اور ۱۳ر اکتوبر کے پرچہ میں یہ لکھنا کہ "احمدی مبلغ کا نام سنکر فرار ہوتے ہیں۔ لکھنے والے کی دروغ بیانی پر روشنی نہیں ڈالتا۔ اور اگر اس فقرہ سے میری ذات ہی مراد ہے جیسا کہ نامہ نگار کی مراسلت ... سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر بھی ایڈیٹر پیغام کو یہ سوچنا چاہئے تھا۔ کہ احمدی مبلغ جسکو وہ محمودی مبلغ کے نام سے پکارتا ہے۔ تاریخ مقررہ سے ایکدن پہلے مقام مباحثہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ خود اسکے نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ۱۲ و ۱۳ ستمبر جلسہ مباحثہ کے لئے مقرر تھی۔ اور قادیانی علماء ۱۱ر ستمبر کو پہنچ گئے۔ اور پیغامی مبلغ باوجود یہ لکھنے کے کہ ۱۲ر تاریخ کو میں پہنچ جاؤنگا۔ ۱۲ کی شام تک نہیں آتا۔ بلکہ شام کو اسکا خط پہنچتا ہے۔ کہ میں غالباً نہیں پہنچ سکونگا۔ اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھکر منصف لوگ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ بھاگنے کا الزام اگر کسی فریق پر آسکتا ہے تو کس فریق پر آسکتا ہے۔ اگر میں بھی ایڈیٹر پیغام کی طرح بدظنی سے کام لوں اور جلد بازی سے غلط نتیجہ نکالکر پبلک کے سامنے رکھنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ پیغامی مبلغ نے تاریخ مقررہ کو محض اسلئے ٹالدیا تاکہ احمدی مبلغ یہ سنکر کہ پیغامی مبلغ اب نہیں آئیگا۔ وہاں سے چلے جائیں اور بعد میں وہ وہاں پہنچکر اکیلا جو چاہے سنا آئے اور اصل حقیقت لوگوں پر واضح نہ ہو۔ چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا بجائے ۱۲ تاریخ کے باوجود اپنے نہ آنیکی اطلاع دینے کے ۱۳ر تاریخ کی دوپہر کو وہاں پہنچ گیا۔ لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا اور حسن ظنی کی بناء پر یہی کہونگا۔ کہ انکو کوئی روک پیدا ہو گئی ہوگی۔ جس کی وجہ سے اطلاع سے سمجھ لیا گیا میں اب نہیں جا سکتا۔ اور بعد میں وہ روک اٹھ گئی۔ اور وہ چلے آئے۔

علاوہ اس بات کے ایڈیٹر پیغام کو اس فقرہ کو لکھتے ہوئے یہ خیال کر لینا چاہئے تھا۔ کہ وہ شخص جو مدثر شاہ کا موضع بدوملہی میں ایک کامیاب اور زبردست مباحثہ کر چکا ہو اور جو آپ کے سالانہ جلسہ میں آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو اسی مسئلہ پر زک پہنچا چکا ہو وہ مدثر شاہ کا نام سنکر جو تمام احمدی جماعت کے سامنے جلسہ قادیان میں ذلیل ہو چکا ہو کبھی بھاگ سکتا ہے؟

ان تمام باتوں پر اگر ایڈیٹر پیغام ٹھنڈے دل سے غور کرتا تو کبھی اوسے یہ الفاظ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی اللہ تعالےٰ نے [illegible] غور کرنیکی توفیق عطا فرمائے [illegible] نانک کے واقعہ کے متعلق جو غلط بیان کی گئی ہیں انکی اصلیت پبلک پر واضح کرونگا۔ (باقی)

خاکسار عبدالرحمن مصری

ایک مخیر ہمدرد الفضل

میں نے احباب کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ الفضل کا خرچ آمد سے زیادہ ہے چنانچہ پچھلے سال ۸۵۰ روپے زائد آمد سے خرچ ہوئے اس لئے ضروری ہے کہ الفضل کی آمد بڑھائی جائے۔ اور وہ اسی طرح بڑھ سکتی ہے کہ خریدار بڑھائے جائیں۔

ہمارے مکرم معظم خان بہادر مولوی محمد عبدالحق صاحب نے لکھا ہے کہ میں دسمبر تک پانچ خریدار پیدا کرونگا۔ اگر ناکام رہے تو اپنے پاس سے قیمت دے کر پانچ خریدار پورے کر دوں گا۔

امید ہے کہ اس مثال کی تقلید کی جائیگی اور اگر ایک سو ہمدرد بھی الفضل کے نکل آئے تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ بہت حد تک آمد خرچ برابر ہو جائے۔ ایسے تمام معاونین کے نام اخبار میں شکریہ کے ساتھ درج ہونگے۔ مینیجر

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

آٹھ روز تک رنگ بنانا مفت سیکھو

دنیا جانتی ہے کہ جرمنی کے بعد سب سے پہلے ہم نے رنگ بنائے

مگر چونکہ تمام ہندوستان کی ضرورت کو ہم پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اسلئے محض ہمدردی خلق کیلئے ہم نے تین سو (۳۰۰) نسخے کتاب "گنج خوبیٔ رنگ" میں شائع کر دیئے۔ اس کے بعد جس قدر نئے نسخے ایجاد ہوئے ہم رسالہ دستکاری دہلی میں شائع کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ مدراس۔ لاہور میں متعدد کارخانہ بنانے کیلئے جاری ہو گئے جن کی تصدیق یا سرٹیفکیٹ متعدد دفعہ شائع ہو چکے ہیں۔ مگر پھر بھی بعض وہمی طبیعتیں جب تک خود تجربہ کر کے نہ دیکھ لیں۔ انھیں یقین نہیں آتا۔ اس لئے آٹھ روز تک ہفتہ وار رسالہ دستکاری مفت سنگوا لیجئے اگر پہلا ہی رسالہ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کمانے کے قابل آپ کو بنا دے تو آپ اس کے مستقل خریدار ہو کر فائدہ اٹھائیں ورنہ نہیں تو مفت را چہ گفت پر عمل کیجئے۔ صرف ایک کارڈ لکھنے میں آپکا کیا حرج ہے رسالہ دستکاری اخبار نہیں جو مفت ملتا ہو بلکہ رسالہ کی قیمت سے بڑھ کر ہماری کتابیں اور رسالہ گراں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم جو کچھ شائع کرتے ہیں اس کا پہلے تجربہ کیا جاتا ہے نیز رسالہ دستکاری کیلئے فی کالم ۵۰ روپیہ تک مضمون کی اجرت دیکر حاصل کئے جاتے ہیں اس کا ثبوت صرف ایک کارڈ آپکو دلا سکتا ہے یاد رکھو کمان سے نکلا ہوا تیر۔ زبان سے نکلا ہوا فقرہ۔ گذشتہ دن اور کھویا ہوا وقت کبھی واپس نہیں آیا کرتا اس لئے فوراً فائدہ اٹھایئے۔ ع تم

کھیتوں کو دے لو پانی اب بہ رہی ہے گنگا ‏ ‏ کچھ کر لو نوجوانو اٹھتی جوانیاں ہیں

تم سے تھے تو تھا مو عزت کو قوم کی کچھ ‏ ‏ اپنے تو قافلے سب پا در رکاب یاں ہیں

المشتہر منیجر رسالہ دستکاری محلہ بارہ دری شیر افگن خاں دہلی

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا امراض شکم کیواسطے بیحد مفید ہے آپ نے فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ بلکہ میں نے مرض انفلوانزا میں جس مریض کو استعمال کرایا شفایاب ہوا اس لئے کم سے کم یہ گولیاں احباب کے گھر ہونی چاہئیں۔ جو ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شب کو سوتے وقت کھا لینے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے۔ قیمت گولیاں فی سیکڑہ معہ محصولڈاک

المشتہر:- الفضال احمد عزیز ہوٹل قادیان۔ پنجاب

اعجازی پریس

اس نو ایجاد پریس پر نہایت عمدہ بڑی آسانی سے ایک نو عمر بھی چھاپ لیتا ہے ایک کاپی لگا کر پچاس ساٹھ کاغذ چھپ جاتے ہیں عموماً تمام ایسے حضرات کے لئے جو چٹھیاں یا اشتہارات چھاپنا چاہیں۔ خصوصاً ماسٹروں تاجروں اور تبلیغ کرنے کے شائقوں کے لئے نہایت کفایت اور کارآمد اور آرام دہ مفید ہے کارڈ سائز ۲ ہے۔ فیر سائز ۳ نوٹ پیپر سائز ۴ فلس کیپ سائز لعہ۔ سیاہی فی تولہ ۸

مجھے عاہد مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان۔

ضرورت نکاح

ایک امیر سوداگر جن کی آمدنی پانچ چھ سو روپیہ ماہوار ہے جنکے علاوہ نہایت لائق اور نیک اعلیٰ خاندان کے سید ہیں۔ بیوی دائم المریض اور ایک بچہ ۳ سال کا موجود ہے۔ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکی خواہ کسی خاندان کی ہو۔ احمدی ہو۔ اور حسن صورت اور خوبی سیرت کے لحاظ سے موجب اطمینان ہو۔ دیگر حالات دریافت کرنا مطلوب ہوں تو اس پتہ پر کیجئے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی احاطہ میاں چراغدین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور

جام صحت

یہ مانا کہ آپ اشتہاری ادویات سے بدگمان ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے صرف ایک ہفتہ ہمارا جام صحت استعمال کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا دامن گوہر مراد سے بھر جائیگا مختصراً اسکے فوائد یہ ہیں بھوک بڑھاتا ہے جسم میں خون اور اعضائے رئیسہ میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ دل کی دھڑکن اور بادی بواسیر کیلئے لاثانی ہے ورم طحال کو تحلیل کرتا ہے پرانی بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لئے خاص چیز ہے۔ اسکے ایک قطرہ سے بلا مبالغہ ایک تولہ خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ اگر کچھ شک ہو تو آج اپنا وزن کر لیجئے پھر ایک ہفتہ دوا پینے کے بعد حالات موجودہ سے مقابلہ کر کے دیکھئے زمین آسمان کا فرق ہو جائیگا۔ ایک ہفتہ میں رنگ سرخ اور بدن فولاد کیطرح نہ ہو جائے تو ہمارا ذمہ ایسی قلیل قیمت میں اسقدر زود اثر مقوی دوا آپ کو کہیں نہ ملیگی پس جب آپ کو ایسی دوا ملے تو ضرور آزما لیجئے۔ جلد لیجئے۔ فضول ٹال مٹول سی پرانی بیماری ہوتی ہے۔ آپ سے ایک روپیہ لیکر ہم بڑا آدمی نہ ہو جاوینگا اور آپ خدانخواستہ غریب نہ ہو جاوینگے۔ کاٹھ کی ہانڈی بس ایک ہی مرتبہ چڑھتی ہے اور سچ کو کبھی آنچ نہیں آتی اگر اس سے آپکو فائدہ پہونچا تو آپ اپنے احباب سے اس کی خریداری کی ضرور سفارش کرینگے۔ ورنہ دغابازی کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی ہمارا جام صحت تو ہمیں اسقدر فروخت ہو رہا ہے کہ ہمیں اشتہار کی مطلق ضرورت نہ تھی مگر بعض احباب کے اصرار سے یہ اشتہار دیا جاتا ہے۔ تاکہ دیگر بندگان خدا جو اس کے فوائد سے واقف نہیں ہیں مطلع ہو جائیں نفع رسانی خلائق کے خیال سے قیمت بھی ایسی رکھی ہے کہ امیر غریب یکساں فائدہ اٹھا سکیں یعنی قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

نوٹ:- تین شیشی کے خریدار کو پیکنگ معاف اور چھ کے خریدار کو پیکنگ اور محصول ڈاک دونوں معاف

ملنے کا پتہ

انصاری میڈیکل ہال نمبر ۳ شہر میرٹھ

ہندوستان کی خبریں

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا انتقال ۲۸ اکتوبر کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا انتقال ہو گیا۔

حاجی احمد سعید خاں کا انتقال ۲۹ اکتوبر کو نواب مزمل اللہ خاں کے بڑے بھائی حاجی احمد سعید خاں کا انتقال ہو گیا۔

سنٹرل جیل لاہور کے قیدیوں کی شورش سرکاری بیان مظہر ہے کہ ۲۹ اکتوبر کو بجے کے تھوڑی دیر بعد سنٹرل جیل لاہور کے قیدیوں نے مزید کوشش سے جیل کے بڑے دروازے سے نکل کر بھاگ جانے کا قصد کیا بہت سے قیدی دروازہ کی طرف لپکے۔ سرغنہ قیدیوں نے دفتر کا ٹیلیفون فوراً توڑ دیا۔ ایک وارڈر پر حملہ ہوا اور اس کی کنجیاں اس سے چھین لی گئیں اور بیرونی دروازے کی ایک کھڑکی کھول لی گئی۔ اور اسی اثنا میں اسلحہ خانہ پر حملہ ہوا۔ اس پر قیدیوں پر فیر کر کے منتشر کرنا ضروری سمجھا گیا۔ تین قیدی گولیوں سے ہلاک اور دو لاٹھیوں سے سخت مجروح ہوئے۔ چند وارڈروں کے بھی سخت چوٹیں آئیں۔ نصف گھنٹہ کے بعد امن بحال ہو گیا۔ پولیس تفتیش میں مصروف ہے۔

شہزادہ ویلز اور مسٹر گاندھی مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھا ہے کہ شہزادہ ویلز کا بائیکاٹ کر کے ہم شہزادے کی عزت کر رہے ہیں۔ لیکن شہزادہ کو تکلیف دینا یا ان کی ہتک کرنا سخت نامناسب ہو گا۔

وائسرائے دہلی میں وائسرائے بہادر مع پارٹی ۱۴ اکتوبر دہلی واپس آگئے۔

سنٹرل خلافت کمیٹی کے دفتر کی تیسری بار تلاشی بمبئی ۳۱ اکتوبر سکرٹری خلافت کمیٹی بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ کمیٹی کے دفتر کی ایک اور تلاشی ہوئی اور پولیس بہت سے کاغذات لے گئی۔

مالوی جی اور شہزادہ ویلز بنارس ۲۹ اکتوبر۔ قوم پرستوں کا ایک وفد پنڈت مدن موہن مالوی کے پاس یہ درخواست لیکر جائیگا۔ کہ آپ اپنے شہزادہ ویلز کے خیر مقدم میں حصہ لینے کے فیصلہ پر دوبارہ غور کریں۔

سوامی شردھانند جی کا پیغام آریہ سماج کے نام سوامی جی کہتے ہیں کہ آریہ سماج میں جلدی ہی ایک راج سبھا قائم کیجائے۔ اور پولیٹیکل پرچارکوں کو آریہ سماج میں ہر طرح سے پرچار کرنے کی اجازت دی جائے۔

شہزادہ ویلز کی آمد پر محافل رقص و سرود مسٹر دمودر رام سدا آباد (بمبئی) اس امر کے خلاف پر زور صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ کہ بمبئی میں گجراتی اور پارسی لڑکیوں کو شہزادہ ویلز کی آمد پر جشن میں ناچنے گانے کیلئے تیار کیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ شریف خاندانوں کی لڑکیوں کا پبلک میں ناچنا اور گانا نہ صرف ہندو جذبات کے لحاظ سے صریحاً قابل اعتراض ہے۔ بلکہ موجودہ حالت میں قابل افسوس ہے۔

ہندوستان میں دیسی ریاستوں کے متعلق حکومت ہند کی جدید پالیسی حکومت پنجاب کے غیر معمولی جریدہ سرکاری میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی دستوری اصلاحات کی رپورٹ کے فقرہ ۳۱۰ میں سفارش کی گئی ہے کہ ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستوں کا تعلق براہ راست حکومت ہند سے ہونا چاہئے۔ چنانچہ صاحب وزیر ہند نے ریاستہائے پٹیالہ۔ بہاولپور۔ جیند۔ نابھہ۔ کپورتھلہ۔ سرمور۔ منڈی۔ بلاسپور۔ مالیر کوٹلہ۔ فرید کوٹ۔ چنبہ۔ سکیت۔ اور لوہارو کے متعلق اس سفارش کو عملی جامہ پہنانے کی منظوری دیدی ہے۔ اسلئے ان ریاستوں کا تعلق اب براہ راست حکومت ہند سے ہو گا اور محکمہ سیاسی کا ایک عہدہ دار گورنر جنرل کا ایجنٹ ہو گا۔ جو ان کے متعلق کاروبار کو سرانجام دیگا۔

علی برادرز کے مقدمہ کا فیصلہ کراچی یکم نومبر۔ ممبران جیوری نے قرار دیا کہ پہلے دو الزامات یعنی فوجوں کو ورغلانے کیلئے سازش کرنے اور ورغلانے کی کوشش کرنے کے الزامات میں تمام ملزم بے قصور ہیں۔ جج نے جیوری کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔ تیسرا الزام یہہ تھا کہ انھوں نے ایسے الفاظ زبان سے نکالے جن سے ملک معظم کی فوجوں کو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر آمادہ کرنا مقصود تھا۔ اس الزام میں جیوری نے ایک رائے کے اختلاف سے جگت گورو شنکر آچاریہ کے سوا باقی تمام ملزموں کو قصوروار قرار دیا۔ جج نے جیوری کی اس رائے سے بھی اتفاق کیا۔ اور جگت گورو کے سوا باقی تمام ملزموں کو قصوروار قرار دیکر دو دو سال قید سخت کی سزا دی۔ مسٹر محمد علی کے خلاف زیر دفعہ ۱۱۷ جو الزام تھا۔ اس کے متعلق جیوری نے ایک کے خلاف چار رائے کی کثرت سے مسٹر محمد علی کو مجرم قرار دیا اور جج نے انکا فیصلہ منظور کرتے ہوئے انکو اور دو سال قید سخت کی سزا دی۔ لیکن یہ سزا پہلی سزا کے ساتھ ہی شروع ہو گی۔ جگت گورو کو بالکل بری کر دیا گیا۔

علی برادران جیل کے لباس میں مسٹر معظم علی نے ۵ نومبر کے زمیندار میں تار چھپوایا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ علی برادران کو جیل کا لباس پہنا دیا گیا ہے اب وہ زمین پر سوتے ہیں۔ اور جیل کی خوراک کھاتے ہیں۔ جیل کا لباس چھوٹی آستینوں کا کرتہ ہے۔ اور بیر ننگے ہیں۔ چار مہینہ میں ایک بار رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت ملیگی۔ اور اگر خط لکھینگے تو ایک خط ایک ملاقات کا قائم مقام ہو گا۔ علی برادرز نے کہا ہے کہ وہ سوائے بال اور ڈاڑھیاں کٹوانے کے باقی تمام قواعد جیل کی پابندی کرینگے۔

علی برادران کے خلاف دوسرا مقدمہ واپس لیا گیا کراچی۔ ۳ نومبر علی برادرز کے خلاف زیر دفعہ ۱۲۴ الف و ۱۵۳۔ الف تعزیرات ہند جو انکی ماہ جولائی کی تقریروں کے خلاف جو آل انڈیا خلافت کانفرنس کے تعلق میں کی گئی تھیں اور جسکو گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور نفرت پھیلانے اور اشتعال تشدد پیدا کرنیوالی تقریریں خیال کیا گیا تھا آج صبح کراچی کی عدالت سشن میں شروع نہیں ہوا۔ کیونکہ گورنمنٹ کی ہدایت کے موافق یہ مقدمات واپس لے لئے گئے ہیں۔

جامع مسجد دہلی کے پاس کا بلوہ دہلی ۲۹ اکتوبر۔ محمد جان کو جسے جامع مسجد کے بلوہ کے سلسلہ میں سزائے موت دی گئی تھی۔ آج پھانسی پر چڑھا دیا گیا +

احمد آباد کانگرس کی وزیٹروں کے ٹکٹ درجہ اول ۵ ہزار روپیہ۔ دوم ایک ہزار درجہ سوم پانچسو۔ درجہ چہارم ایک سو درجہ پنجم خاص اہل گجرات کے لئے ۵۰ روپیہ۔ بیرونجات کے اصحاب کے لئے ۲۵ روپے۔ عورتوں کیلئے بھی ٹکٹ کی قیمت مندرجہ بالا ہی رکھی گئی ہے۔ صرف اُن کی نشست کے لئے علیحدہ انتظام کرنے کا خیال ہے +

غیر ممالک کی خبریں

ہندوستانی فوج کو ورغلانے کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال دیوان عام میں کرنل چارلس بیٹ نے پوچھا کہ ہندوستانی سپاہ کو ورغلانے کے متعلق ہندوستان میں جو اشتہار تقسیم ہو رہے ہیں۔ ان کے روکنے کیلئے کیا کارروائی کی گئی ہے مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا۔ کہ وہ اس بارے میں حکومت ہند سے مشورہ کر رہے ہیں۔

یونانی تمام نقصانات کی تلافی کریں پیرس۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ انگورا کی خبر ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنے نمائندہ متعینہ پیرس اور روما کو ہدایت کی ہے۔ کہ حکومت انگورا کی شرائط صلح حسب ذیل ہیں۔ ایوان قسطنطنیہ نے ۱۴ مارچ کو ترکوں کے جو قومی مطالبات پیش کئے تھے۔ ان میں کوئی ترمیم قبول نہ کی جائیگی۔ علاوہ ازیں یونانیوں کو تمام نقصان کی تلافی کرنی ہوگی۔

برطانیہ اور مصر کے معاہدہ کی شرائط لندن ۲۶ ر اکتوبر۔ ٹائمس کے نامہ نگار قاہرہ کو مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جن شرائط پر برطانوی گورنمنٹ اور مصری وزیراعظم کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) برطانوی فوجیں صرف بندرگاہ سعید اور نہر سویز کے مشرقی ساحل پر رہینگی۔ (۲) مصر کے سرکاری قرضہ کی نگرانی کرنے کیلئے ایک برطانوی افسر مال مقرر کیا جائیگا (۳) مصر کے سفیر تمام غیر ممالک میں رہینگے۔ لیکن غیر ممالک سے جس قدر معاہدے ہونگے انکیں برطانیہ کے مشورہ کو بھی ملحوظ کیا جائیگا۔ (۴) اسکندریہ میں ایک برطانوی بیڑہ جہازات کا ہیڈکوارٹر قائم ہوگا۔ لیکن اسی شہر کی حفاظت ایک بین الاقوامی پولیس کے سپرد رہیگی۔ (۵) انگریزی اور مصری سوڈان کی صورت انتظام وہی رہیگی۔ جو اسوقت ہے انہی شرائط پر برطانیہ سے معاہدہ ہوگا۔ بشرطیکہ مصر کی قومی مجلس نے ان شرطوں کو منظور کر لیا جس کے سامنے نومبر میں عہدنامہ پیش کیا جائیگا۔

پولیس کمیٹی لاہور کا حکم پارلیمنٹ میں سر چارلس بیٹ نے پوچھا کہ کیا مسٹر نیولینڈ سپرنٹنڈنٹ فائر بریگیڈ بلدیہ لاہور نے اس لئے استعفا دیا ہے کہ مجلس بلدیہ نے انہیں کھدر کی وردی پہننے کا حکم دیا تھا؟ مسٹر مانٹیگو نے کہا کہ میں نے ایک اخبار میں یہ خبر ضرور پڑھی ہے۔ مزید معلومات کیلئے پیغام ارسال کر دیا ہے۔

کیا چاند میں بھی انسان بستے ہیں لندن کی خبر ہے۔ کہ ہارورڈ کے پروفیسر ولیم ہنری پکرنگ نے اگست سنہ ۱۹۲۱ء تک چاند کا دوربینی مطالعہ کیا ہے اس سے ان کو اسبات کا وثوق حاصل ہوگیا ہے۔ کہ سطح قمر پر آثر حیات پایا جاتا ہے۔ گو وہ اس بات کے مدعی نہیں ہیں۔ کہ وہاں انسان یا حیوان عاقل بستے ہیں۔ اس دعوے کی بنا پروفیسر صاحب کے وہ دوربینی مشاہدات ہیں جن میں انہوں نے چاند کی عکسی تصاویر لی ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ سطح قمر سے سبزی کے وسیع کھیت پھوٹتے ہیں جو بڑی سرعت سے نشوونما پانے کے بعد اسی سرعت سے غائب ہو گئے ہیں۔ اس عمل میں گیارہ یوم صرف ہوئے۔

اسکی شہر پر ترکوں کا تصرف:- ہاواس ایجنسی کے نامہ نگار آستانہ نے اطلاع دی ہے کہ ترکوں نے اسکی شہر سے یونانیوں کو نکالکر اسپر قبضہ کر لیا ہے۔ ایک اور تار سے بھی اس خبر کی تائید ہوتی ہے۔

ترکوں کے مزید مقبوضات انگورہ کے ایک تار سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ترکوں نے اوغرطاغ کی بلندیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب ایک اور مقام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ راستہ میں انہوں نے ریلوے لائن کو تباہ کر کے یونانی وسایل آمد ورفت کو منقطع کر دیا ہے۔

شیخ سنوسی کا عزم عراق پیرس۔ قسطنطنیہ کا ایک تار راوی ہے کہ شیخ سنوسی دیار بکر سے عازم عراق ہوئے۔

جرمنی کا اظہار ناراضگی نامنظور لنڈن۔ ۲۹ ر اکتوبر۔ جرمنی نے تصفیہ سلیشیا کے خلاف جو اظہار ناراضگی ارسال کیا ہے۔ وہ سفیروں کی کانفرنس نے نامنظور کیا۔ البتہ کانفرنس نے جرمنی کے اس اظہار کو نوٹ کر لیا ہے۔ کہ وہ اس تصفیہ کی شرائط پر عمل کرے گا۔

شہزادہ ویلز کی روانگی:- لندن۔ ۲۶ ر اکتوبر۔ پرنس آف ویلز آج دوپہر کو وکٹوریہ سٹیشن پر ٹرین میں سوار ہونے سے پہلے شہنشاہ اور ملکہ معظمہ اور خاندان شاہی اور وزراء سے الوداع کہی۔ ڈیوک آف یارک اور پرنس ہنری پورٹسمتھ تک ان کے ساتھ گئے۔ روانگی سے پہلے پرنس نے مسٹر لائڈ جارج سے دیر تک گفتگو کی

پرنس آف ویلز جبرالٹر میں جبرالٹر۔ ۲۹ ر اکتوبر۔ شہزادہ کا جہاز آج بندرگاہ جبرالٹر میں سلامی کی توپوں کے درمیان داخل ہوا۔ گورنر اور حکام نے خیر مقدم کیا۔

آتش گیر حادثہ سے ایک قلعہ اڑ گیا سالونا کے قریب قلعہ سینٹ البنیا میں ایک آتشگیر حادثہ ہوا۔ جس سے ۲۲ آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ۳۰۰ زخمی قلعہ سارے کا سارا منہدم ہوگیا۔ ایک اخبار اس حادثہ کا باعث ایک سازش بتاتا ہے۔

روس کے لئے فرانس کی امداد پارلیمنٹ نے ایک مسودہ پاس کیا ہے۔ کہ روس کے قحط زدوں کی امداد کے لئے ساٹھ لاکھ کی رقم منظور کیجائے۔

جرمن مشنریوں کو دوبارہ اجازت دیوان عام میں سر چارلس بیٹ کے جواب میں میجر وڈ نے کہا کہ گورنروں کے مشورے کیساتھ گورنمنٹ نوآبادیات میں داخل ہونے کی اجازت کے بارے میں فرداً فرداً مشنریوں کی درخواست پر غور کرنے کیواسطے طیار ہے۔ بشرطیکہ وہ وہاں کسی برطانی اتحادی یا الیسوسی ایٹڈ رعایا کی نگرانی میں ہو اور کوئی ذمہ وار برطانوی پادری اسکا نگران ہو۔

بجلی کا گیند نما گولہ:- سسلی کے شمال میں کیلیڈونیا جہاز پر بجلی کا گولہ پڑا ہے مسافروں کا بیان ہے کہ بادلوں میں سے ایک جلتی ہوئی گیند گری جو ایک پرزور آواز کے ساتھ مستول پر پھٹی جہاز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

گوشت خوری کا قد پر اثر جاپان میں پیمائش کر کے اندازہ لگایا گیا ہے کہ جس وقت سے جاپانی فوج کی خوراک میں گوشت کا اضافہ کیا گیا ہے انکا قد بمقابلہ سابق

(باہتمام شیخ محمود احمد ... مطبع ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)